غزل

غزل اردو شاعری کی سب سے مقبول صنف ہے۔ اردو میں غزل فارسی سے آئی ہے مگر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا
صنف غزل کا آغاز سب سے پہلے عربی شاعری میں ہوا۔ عربی میں لکھے ہوئے طویل قصیدوں کے ابتدائی تمہیدی حصوں
جن میں زیادہ تر عشق و محبت کی باتیں ہوتی تھیں، 'غزل' کہا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ شاعری کی ایک الگ صنف بن گئی اور فا
کے شاعروں نے اس میں زیادہ سے زیادہ رنگینیاں بھر دیں۔ یہاں تک کہ اردو میں بھی ابتدا میں اس کا یہی رنگ اور مز
رہا۔ اور لغت (ڈکشنری) میں اب تک اس کے معنی 'عورتوں سے باتیں کرنا' لکھے ہوئے ہیں۔ حالاں کہ اردو غزل میں ا
مضامین کی کوئی قید نہیں ہے اور حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق، فلسفہ، مسائل حیات اور سائنسی حقائق تک ب
کیے جاتے ہیں۔ گویا کہ اب اس کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔

فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو غزل وہ صنف شاعری ہے جس کا ہر شعر معنی کے اعتبار سے الگ مگر قافیہ، ردیف
وزن کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مربوط ہوتا ہے۔ غزل کا پہلا شعر مطلع کہا جاتا ہے۔ اس کے دونوں مصرعے ہم ق
اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ اگر ایک کے بعد دوسرا مطلع بھی لکھا جائے تو وہ حسن مطلع کہلاتا ہے۔ باقی اشعار کے صر
دوسرے مصرع میں قافیہ اور ردیف کا استعمال ہوتا ہے۔ بعض غزلوں میں ردیف نہیں ہوتی، انہیں 'غیر مردّف غزل' کہا
ہے۔ غزل کے آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا قلمی نام یا تخلص استعمال کرتا ہے 'مقطع' کہا جاتا ہے۔ غزل میں اشعار کی ت
متعین نہیں ہے۔ ویسے عام طور سے پانچ، سات، نو، گیارہ یا پندرہ اشعار کی غزلیں کہی جاتی ہیں۔ غزل کے اشعار میں
کبھی خیالات کا تسلسل بھی ملتا ہے یعنی تمام اشعار ایک ہی طرح کے جذبات یا خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ اس طرح
غزلوں کو 'غزل مسلسل' کہا جاتا ہے۔

اردو میں غزل گوئی کا آغاز امیر خسرو سے مانا جاتا ہے۔ گرچہ ان کی صرف ایک غزل موجود ہے جو فارسی اور
زبان کا ملا جلا نمونہ ہے۔ اس کے بعد محمد قلی قطب شاہ، ولی، فائز، میر، درد، راسخ، غالب، ذوق، مومن، آتش، شاد، حسر
جگر، فانی، اقبال، اور فراق سے لے کر کلیم عاجز تک اردو شاعروں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے اپنے انداز میں غزلیں
ہیں۔ گزشتہ چالیس پچاس برسوں کے دوران ہندی میں بھی غزل کہنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور وہاں کچھ اچھے غزل گ
سامنے آئے ہیں۔

فائز دہلوی

فائز کو مشہور غزل گو شاعر ولی کا ہم عصر مانا جاتا ہے۔ جس زمانے میں ولی نے جنوبی ہند میں اردو غزل کی شمع جلائی تھی، فائز نے شمالی ہند میں اردو شاعری کا چراغ روشن کیا تھا۔ وہ اپنے انفرادی انداز کے سبب ممتاز ہوئے۔

فائز کے خاندانی حالات ایک عرصے تک معلوم نہیں ہو سکے تھے۔ گذشتہ صدی میں پروفیسر سید مسعود حسن رضوی اور دوسرے لوگوں کی تحقیق سے جو باتیں سامنے آئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا نام صدر الدین محمد خاں تھا اور فائز تخلص۔ ان کے والد نواب زبردست خاں شاہی منصب دار تھے جو پہلے ناظم اودھ رہے اور پھر پنجاب اور اجمیر کے صوبہ دار بنے۔ خاندان کے دوسرے افراد بھی اعلیٰ عہدوں پر تھے مگر اورنگ زیب کے بعد مغلیہ سلطنت کی جو حالت ہوئی اس سے فائز کا خاندان بھی متاثر ہوا۔ جاگیریں تو زیادہ تر ختم ہو گئیں، کچھ دولت ضرور باقی رہی جس سے انہیں ایک خوش حال اور باوقار زندگی گزارنے میں مدد ملی۔

فائز کا انتقال 1738ء میں دہلی میں ہوا۔ ان کی صحیح تاریخ پیدائش اب تک طے نہیں ہو سکی ہے مگر مختلف شہادتوں کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ 1679ء کے آس پاس پیدا ہوئے تھے۔ یہ ضرور معلوم ہے کہ وہ ایک ذی علم شخص تھے۔ اور انہیں ادب کے علاوہ دینیات، فلسفہ، طب، ریاضی، منطق وغیرہ سے بھی دلچسپی تھی۔ انہوں نے تقریباً بیس تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

فائز کا دیوان 1714ء کے قریب مرتب ہوا تھا جس میں زیادہ تر نظمیں ہیں۔ کچھ غزلیں بھی ہیں جن میں سے کل 33 غزلیں ایسی ہیں جو ولی کی طرحوں میں لکھی گئی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ولی سے متاثر تھے۔ ویسے فائز کی غزلوں یا نظموں میں ان کے علم و فضل کے اثرات بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح کی زندگی انہوں نے بسر کی اس کا اثر ان کی شاعری پر نمایاں ہے۔ ان کی غزلیں زیادہ تر 'غزل مسلسل' کے زمرے میں رکھی جا سکتی ہیں۔ ان میں زیادہ گہرائی یا فکر و فلسفہ نہیں ہے بلکہ عشقیہ جذبات کا سیدھا سادا بیان ہے۔ اس عہد کے شاعروں میں ایہام گوئی کا بھی چلن تھا مگر فائز اس سے دور رہے۔

فائز دہلوی

(۱)

جان! ایام دلبری ہے یاد   سیر گلزار مے خوری ہے یاد
دیکھتا تھیں سورج کو نظراں بھر   کس کوں تجھ جامۂ زری ہے یاد
وہ تماشاو کھیل ہولی کا   سب کے تن رخت کیسری ہے یاد
وہ چراغاں و چاندنی کی رات   سیرہت پھول و پھلجھڑی ہے یاد
جب تمن پاس فائزؔ آیا تھا
بات کہنا بی سرسری ہے یاد

(۲)

اے خوب رو فرشتہ صفت انجمن میں آ   سرو روان حسن ہمارے چمن میں آ
مونہہ باندھ کر کلی سا نہ رہ میرے پاس تو   خنداں ہوکر کے گل کی صفت ٹک سخن میں آ
عشاق جاں بکف ہیں کھڑے تیرے آس پاس   اے دل ربائے غارت جاں اپنے فن میں آ
دوری نہ کر کنار سوں میری تو اے ہما   کب لگ رہے گا دور ٹک اپنے وطن میں آ
تیرے ملاپ بن نہیں فائزؔ کے دل کو چین
جیوں روح ہو بسا ہے تو اس کے بدن میں آ

لفظ و معنی

ایّام ۔ دن، زمانہ (یوم کی جمع)

گلزار ۔ باغ، چمن

مے خوری ۔ شراب پینا، 'مے خواری' کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

نئیں ۔ نہیں کے لیے استعمال ہوا ہے

رخت ۔ لباس، پوشاک، سامان

کیسری ۔ زعفرانی، زرد

زری ۔ سنہری، سونے کا تار

جامہ ۔ کپڑا، پوشاک

بی ۔ بھی کے لیے استعمال ہوا ہے، جیسے 'نمیں' یا 'نئیں'، 'ہ' کو ہٹا کر نہیں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

خوب رو ۔ خوب صورت، حسین، اچھی شکل والا

خنداں ۔ ہنستا ہوا، شگفتہ، کھلا ہوا

مونہہ ۔ دکنی شعرا کی طرح فائز بھی کبھی پیش کی حرکت ظاہر کرنے کے لیے 'و' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے 'بہت' کی جگہ 'بہوت'، یہاں 'منہ' سے 'مونہہ' ہو گیا ہے۔

ٹک ۔ ذرا

کب لگ ۔ کب تک کے لیے استعمال ہوا ہے۔ بہار اور یو پی کے بعض دیہاتوں میں آج بھی لفظ 'لگ' رائج ہے۔

روح ہو ہے ۔ 'کر' بیچ سے غائب ہے۔ کہنے کا مقصد یہ کہ جس طرح روح ہو کر بسے ہو اسی طرح جسم میں بھی آ جاؤ۔

ہما ۔ ایک چڑیا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ جس کے سر سے گذر جاتی ہے، وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔

اپنے فن میں آ ۔ اپنا کام کر۔ اپنا ہنر دکھا

سخن میں آ ۔ باتیں کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یعنی تو خاموش نہ رہ بلکہ باتیں کر۔

آپ نے پڑھا

- آپ نے فائز دہلوی کی دو غزلیں پڑھیں۔ ان غزلوں میں ایک خاص زمانے کا انداز بیان موجود ہے جب اردو زبان ترقی کی منزلیں طے کر رہی تھی۔ اس لیے بعض الفاظ اس طرح نہیں لکھے ہوئے ہیں جیسے اب لکھے جاتے ہیں۔
- ان دونوں غزلوں میں فائز کے جذبات کا سیدھے سادے انداز میں بیان ہوا ہے۔ فکر و فلسفہ کی کوئی گہرائی نہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ شاعر پہ گذری ہے اس کو شاعر پیش کر رہا ہے۔ کسی گذرے ہوئے زمانے کی یاد ہے جس کو شاعر تازہ کرنا چاہتا ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اسکا محبوب دوبارہ اس کے ساتھ رہے۔ دونوں ہی غزلوں کو غور سے پڑھیے تو خوب صورت تصویریں نظر کے سامنے ابھرتی ہیں۔

- پہلی غزل میں گذری ہوئی یادوں کا ایک سلسلہ ہے۔ شاعر کو پرانے دن یاد آتے ہیں جب وہ اپنے محبوب کے ساتھ تھا۔ وہ باغ کی سیر کرتے تھے اور خوشی کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ یہ ایسا زمانہ تھا جب شاید ہولی کا تیوہار تھا اور رنگوں کے سبب سبھوں کے لباس زرد یا زعفرانی رنگ کے ہوگئے تھے۔ شاعر ان چاندنی راتوں کو بھی یاد کرتا ہے جو اس نے محبوب کے ساتھ گزاری تھیں اور پھر وہ کھیل تماشے، وہ پھلجڑیاں اور سیر سپاٹا۔ شاعر اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس کے محبوب کا سنہرا لباس اور اس کی سج دھج ایسی تھی کہ جو اسے ایک بار دیکھ لے وہ کبھی سورج کے حسن سے بھی متاثر نہ ہو۔
- دوسری غزل میں بھی عشقیہ جذبات کا بیان ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ وصال کا منظر اب جدائی کے منظر میں بدل گیا ہے۔ اب شاعر کا محبوب دور ہے اور وہ اس کے پاس آنے کی تمنا کر رہا ہے۔ چونکہ بغیر اس کے زندگی ایسی ہی ہے جیسے روح کے بغیر انسانی جسم ہوتا ہے، بے جان اور مردہ۔ یہاں بے قراری کا اظہار ہے مگر محبوب کی تعریف بھی ساتھ ساتھ ہے۔
- ان دونوں غزلوں کے مطالعے سے آپ کو یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ غزل کا جو روایتی رنگ رہا ہے یعنی حسن و عشق سے تعلق رکھنے والی باتوں کا اظہار، وہ یہاں موجود ہے۔

آپ بتائیے

1. شاعر نے ان غزلوں میں کس کو مخاطب کیا ہے اور کس سے باتیں کی ہیں؟
2. شاعر کو گذرے ہوئے زمانے کی کون سی باتیں یاد آرہی ہیں؟
3. خوب رو، فرشتہ صفت، دل ربا، غارت جاں وغیرہ کس کو کہا گیا ہے؟
4. شاعر نے اپنے محبوب کو کن کن ناموں اور خطابوں سے یاد کیا ہے؟
5. ہما کیا ہے؟ اور لوگ عام طور پر اس کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟
6. پہلی اور دوسری غزل میں آپ کے خیال سے کیا فرق ہے؟

مختصر گفتگو

1. فائز کہاں کے رہنے والے تھے؟

(الف) لکھنؤ (ب) دہلی (ج) پٹنہ (د) دکن

2. فائز کا انتقال کب ہوا؟

(الف) 1730ء (ب) 1738ء (ج) 1837ء (د) 1783ء

3. فائز کے بارے میں کس نے تحقیق کی؟

(الف) سید مسعود حسین خاں (ب) سید مسعود حسن رضوی

(ج) سید احتشام حسین (د) وہاب اشرفی

1. فائز کس صدی عیسوی کے شاعر تھے؟

(الف) سولھویں (ب) سترہویں (ج) اٹھارہویں (د) انیسویں

1. شاعر کے مطابق ہولی میں سب کے لباس کس رنگ کے ہو جاتے ہیں؟

(الف) کالے (ب) کیسری (ج) سفید (د) لال

تفصیلی گفتگو

1. فائز کی غزل گوئی کے بارے میں ایک مختصر سا مضمون لکھیے۔
2. فائز کی غزلوں میں کس طرح کے جذبات کا بیان ہوا ہے؟ سمجھا کر لکھیے۔
3. فائز کے حالات زندگی پر مختصراً روشنی ڈالیے۔
4. وہ تماشا و کھیل ہولی کا سب کے تن رخت کیسری ہے یاد

درج بالا شعر کی اپنے الفاظ میں تشریح کیجیے۔

آیئے، کچھ کریں

1. اپنے استاد کی مدد سے معلوم کریں کہ فائز جس زمانے کے شاعر ہیں وہ زمانہ کیسا تھا؟
2. اپنے اسکول یا علاقے کی کسی لائبریری میں جا کر فائز کا مجموعۂ کلام تلاش کیجیے اور اس کی کوئی اور غزل اپنی ڈائری یا کاپی میں نقل کیجیے۔
3. اپنے استاد سے فائز کی زبان اور غزل گوئی کے بارے میں کچھ اور باتیں دریافت کیجیے۔